رسائل و مسائل

نکاحِ فاسد و نکاحِ باطل

سوال: "ایک صاحب نے ایک مسئلہ بیان کیا ہے جو بظاہر عجیب و غریب اور صریحاً غلط معلوم ہوتا ہے۔ مسئلہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ جن عورتوں سے نکاح شرعاً ناجائز ہے، ان سے بھی اگر طرفین کی رضا سے ایجاب و قبول اور شہادت و مہر کے ساتھ عقد ہو جائے تو ایسا نکاح واقع اور منعقد ہو جائے گا، گو فاسد ہو گا۔ لیکن اولاد حرامی نہ ہو گی۔ نہ حدِ زنا جاری ہو گی، نہ بلا طلاق ایسا نکاح زائل ہو گا اور نہ دوسرے مرد سے عورت کا نکاح منعقد ہو سکے گا۔ جب ان سے اس مسئلے کی تائید میں کوئی سند یا حوالہ طلب کیا گیا تو کہنے لگے کہ یہ ایک عام فقہی مسئلہ ہے جو حنفی مسلک میں مسلّمہ ہے جس سے چاہو دریافت کر لو۔ براہِ کرم واضح کریں کہ آیا واقعی یہ مسئلہ یوں ہی ہے اور ہے تو کس کتاب میں ہے؟ مناسب ہو تو جواب ترجمان میں دیں۔"

جواب:۔ اصل سوال کا جواب دینے سے پہلے اس امر کی جانب اشارہ کر دینا موزوں ہے کہ کوئی فقہی مسئلہ خواہ بجائے خود درست اور کسی کتاب میں مذکور ہی کیوں نہ ہو، اسے بلاضرورت عوام الناس کے سامنے اس طرح بیان کر دینا ذمہ دار اور محتاط اصحاب کا شیوہ نہیں ہے جس سے کہ لوگ غلط فہمیوں اور الجھنوں میں مبتلا ہوں، ان میں گناہ کی جسارت پیدا ہو یا ان میں فقہاء و علماء کے بارے میں سوءِ ظن پیدا ہو۔ اسی طرح اگر کسی مسئلے کے تفصیلی پہلوؤں کو واضح کیے بغیر اس کا ایک مجمل خلاصہ عام لوگوں تک پہنچا دیا جائے تو یہ بھی شدید فتنہ انگیزی کا موجب ہوتا ہے۔ اس کے نتیجے میں کوئی ایک ہی فقہی مسلک یا گروہ بدنام نہیں ہوتا، بلکہ جہالت و انحراف کے موجود

دور میں اس سے دین اور اہلِ دین کی بحیثیتِ مجموعی سُبکی ہوتی ہے اور نقصان لوگوں کے ہاتھ مضبوط ہوتے ہیں جو چند فقہی جزئیات یا چند روایات کی آڑ میں ہمارے پورے دینی و علمی ورثے پر خطِ نسخ پھیر دینا چاہتے ہیں اور اسلاف کی پوری جماعت کے خلاف عدمِ اعتماد کی تحریک اور مذمت کی قرارداد پاس کرنا چاہتے ہیں۔

جہاں تک اصل مسئلے کا تعلق ہے، اس کی حقیقت یہ ہے کہ اصولی طور پر ائمہ و فقہاء صرف اس نکاح کو صحیح اور جائز قرار دیتے ہیں جس کے انعقاد میں کوئی شرعی مانع نہ ہو اور جس کے شرائط و ارکان میں سے کوئی رکن یا شرط غائب نہ ہو۔ لیکن جس نکاح کے انعقاد میں شرعاً کوئی امر مانع ہو یا جس کے ارکان میں سے کوئی رکن غیر موجود ہو، اُسے فقہاء غیر صحیح قرار دیتے ہیں۔ متاخرین فقہائے حنفیہ نے البتہ عبادات و معاملات کی غیر صحیح صورتوں میں مزید امتیاز قائم کرتے ہوئے ان کی دو ذیلی قسمیں بیان کی ہیں، ایک باطل، دوسری فاسد۔ چنانچہ نکاح کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے انھوں نے نکاح باطل سے مراد وہ نکاح لیا ہے جس کا عدم و وجود بالکل یکساں ہو، جو قطعی طور پر کالعدم اور غیر موثر ہو اور جس کے صریح البطلان ہونے میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہ ہو۔ مثال اس کی یہ ہے کہ جیسے کوئی بدبخت محرمات یعنی محرم عورتوں سے نکاح کرے یا دو بہنوں سے ایک وقت میں نکاح کرے یا کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کی منکوحہ ہو یا عدت گزار رہی ہو اور اس شخص کو اس بات کا علم ہو کہ عورت منکوحہ یا معتدہ ہے۔ اس طرح کا نکاح جس طرح دوسرے فقہاء کے نزدیک باطل ہے، اسی طرح احناف کے نزدیک بھی باطل اور معدوم محض ہے۔ ان کے نزدیک بھی اس طرح کے نکاح کا واقع یا منعقد ہونا تو درکنار، اس پر حدِ زنا لازم آتی ہے اور اسے بے اثر اور ناجائز قرار دینے کے لیے کسی طلاق، متارکہ یا تفریق و تفسیخ کی حاجت نہیں۔ یہ آپ سے آپ کالعدم VOID ہے۔ اس پر نہ عدت واجب ہوتی ہے اور نہ اس سے پیدا شدہ اولاد صحیح النسب قرار دی جاسکتی ہے۔ حنفی قانون کی نگاہ میں بھی ایسے باطل نکاح اور زنا

میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔

غیر صحیح نکاح کی دوسری قسم حنفیہ کے ہاں نکاح فاسد ہے اور اس سے ان کی مراد ایسا نکاح ہے جس کا جواز و عدم جواز یا انعقاد و عدم انعقاد مشتبہ یا فقہاء کے مابین مختلف فیہ ہو یا جس کی شرائطِ صحت میں سے کوئی شرط ناقص یا غائب ہو، اور اس بنا پر وہ نکاح شرعاً قابلِ فسخ ہو۔ مثال کے طور پر ایک عورت عدت گزار رہی ہو لیکن نکاح کرنے والے کو اس کا علم نہ ہو یا وہ غلطی سے یہ سمجھ بیٹھے کہ عدت گزر چکی ہے اور وہ اس عورت سے نکاح کرلے یا مثلاً نکاح کے وقت دو مسلمان عاقل اور بالغ گواہوں کے بجائے صرف ایک گواہ موجود ہو۔ اس طرح کے حالات میں نکاح باطل اور بالکل کالعدم تو نہیں ہوگا لیکن فاسد اور قابلِ فسخ DEFECTIVE OR VOIDABLE ہوگا۔ ایسے نکاح پر حدِ زنا واجب نہ ہوگی اور اسے غیر مؤثر قرار دینے کے لیے مرد کی طرف سے طلاق یا مرد اور عورت دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے اعلانِ متارکہ و تفسیخ ضروری ہوگا۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے سے کہے کہ "میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے یا میں نے نکاح فسخ کردیا۔" اگر فریقین جدائی اختیار کرنے میں لیت و لعل کریں تو قاضیٔ شرع پر لازم ہے کہ وہ دونوں کے درمیان تفریق کردے۔ اس طرح کے نکاح فاسد کے بعد حنفیہ کے نزدیک عدت ضروری ہے اور اس کے نتیجے میں اگر اولاد پیدا ہو تو وہ جائز شمار ہوگی۔

نکاح باطل اور نکاح فاسد کے مابین یہ قانونی فرق جو حنفیہ نے ملحوظ رکھا ہے، اُسے کتبِ عامۂ فقہیہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ردالمحتار، کتاب النکاح میں علامہ ابن عابدین شامی نکاح فاسد کی یہ تعریف نقل کرتے ہیں :۔

ھوالذی فقد شرطاً من شرائط الصحۃ کشھود۔	(نکاحِ فاسد، وہ ہے جس کے صحیح ہونے کی کوئی شرط مثلاً شہادت غیر موجود ہو۔

پھر نکاح باطل کے بارے میں فرماتے ہیں :۔

والظاهر ان المراد بالباطل ماوجوده کعدمه ولذا لا یثبت النسب ولا العدۃ فی نکاح المحارم۔	ظاہر ہے کہ نکاح باطل سے مراد وہ نکاح ہے جس کا عدم و وجود برابر ہو۔ اور اسی وجہ سے نکاح محارم سے نسب ثابت نہیں ہوتا اور نہ عدت لازم آتی ہے۔

آگے چل کر علامہ موصوف نے بیان کیا ہے کہ اسی طرح جان بوجھ کر منکوحۂ غیر یا عدت گزارنے والی عورت سے بھی نکاح باطل ہے جو اصلاً منعقد ہی نہیں ہوتا۔ اس میں اور زنا میں کوئی فرق نہیں اور اس کی وہی سزا ہے جو سزا زنا کی ہے۔

اس پوری تفصیل کو ذہن میں رکھتے ہوئے اگر اس مسئلہ منقولہ پر دوبارہ نگاہ ڈالی جائے جو سوال میں فقہائے حنفیہ کی جانب منسوب کیا گیا ہے، تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی حیثیت ایک بے بنیاد الزام سے زاید کی نہیں ہے، جو دانستہ یا نادانستہ احناف کے سر تھوپنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس معاملے میں اگر کوئی صاحب حنفی مسلک بیان کرنے کا ایسا ہی شوق رکھتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ پہلے وہ پوری تفصیل و تشریح سے باخبر ہوں، اس مسلک کو صحیح طور پر نقل کریں اور نکاح کے جواز و عدم جواز کو زیر بحث لاتے ہوئے نکاح باطل اور نکاح فاسد کے مابین جو تفریق حنفیہ نے قائم کی ہے، اُسے بالخصوص پوری طرح واضح کریں۔ ورنہ مجمل بات بتا کر رہ جانے یا دونوں اقسامِ نکاح کو خلط ملط کر دینے سے ایک عام سامع کے ذہن پر بالکل غلط تاثر پڑے گا اور وہ یہ سمجھ بیٹھے گا کہ بعض فقہاء نے جائز نا جائز کی تمیز کو بالکل اٹھا دیا ہے، حالانکہ حاشا وکلا وہ اس تہمت سے بری الذمہ ہیں۔ نکاحِ باطل یا نکاحِ فاسد ان کے نزدیک نکاح کی کوئی جائز یا صحیح صورت نہیں ہے، بلکہ یہ دونوں غیر صحیح صورتیں ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ مقدم الذکر محتاجِ تفسیخ نہیں اور اس پر حدِ زنا واجب ہے۔ موخر الذکر میں تفریق یا مفارقت کا اعلان لازم ہے اور اس پر زنا کی سزا نہیں دی جائے گی، البتہ جرم کی